سرورق پر ۲۳ مفسّرین کے نام درج ہیں' مگر قاسم محمود صاحب کہتے ہیں کہ "یہ فہرست تو محض علامت ہے' ورنہ حقیقت یہ ہے کہ جتنی بھی تفاسیر دستیاب ہیں' وہ میرے زیرمطالعہ ہیں" (دیباچہ' پارہ ۲)۔ ابتدا میں مفسّرین کی فہرست میں محمد علی لاہوری کا نام بھی شامل تھا' اس پر اعتراض ہوا تو انھوں نے لکھا: "جن مفسّرین کی تصانیف میرے زیرمطالعہ رہتی ہیں' ان میں بہت سے غیرمسلم ہیں' یہود بھی' نصاریٰ بھی' ہنود بھی---" (دیباچہ' پارہ ۶)۔ سرورق پر موجودہ فہرست میں' مفسّرین کی فہرست میں "جناب غلام احمد پرویزؒ" [کذا] کا نامِ نامی بھی شامل ہے۔ اس پر بھی ایک صاحب نے اعتراض کیا تو قاسم محمود صاحب نے جواب میں میر تقی میر کے ایک شعر کا سہارا لے کر' اپنی "وسیع المشربی" کا حوالہ دیا--- "وسیع المشربی" بلاشبہ اچھی بات ہے' مگر اس صورت میں انھیں ان تمام یہود و ہنود اور نصاریٰ [نیز قادیانی' منکرین حدیث' بلکہ بہائی] مفسّروں کے نام بھی سرورق پر درج کرنے کی جرأت کرنی چاہیے تھی' جن کی تفسیریں اُن کے "زیرمطالعہ" رہیں--- ظاہر ہے کہ ایسا کرنا' ان کے لیے ممکن نہیں تو پھر محض لفظی طور پر وسیع المشربی کا "قشقہ" کھینچنے کا فائدہ؟ ہمارا خیال ہے کہ جب وہ یہ کہتے ہیں کہ میں "متفق علیہ بات ہی درج کروں گا" (دیباچہ' پارہ ۶)' تو پھر تفاسیر یا مفسّرین کے ضمن میں بھی اسی اصول کو پیشِ نظر رکھنا چاہیے تھا۔ اگر ایسا ہوتا تو "متعہ" اور اس طرح کے دیگر مسائل پر دیے گئے تفسیری حواشی پر بھی اعتراضات سے بچا جا سکتا تھا۔

مجموعی حیثیت سے علم القرآن ایک قابل قدر کاوش ہے' ہماری تجویز ہے کہ اول: سرورق پر مفسّرین کی فہرست دینے کی ضرورت نہیں۔ دوم: زیرنظر پاروں کے شروع میں وہ اداریے جوں کے توں شامل ہو گئے ہیں جو ہر ماہ رسالے میں علوم القرآن کی اوّلیں اشاعت کے موقع پر تحریر کیے جاتے تھے' اب انھیں ترمیم و نظرثانی کے بعد ہی پاروں کے ساتھ شامل رکھنا چاہیے--- اس صورت میں' ہمارا خیال ہے کہ بعض اعتراضات بڑی حد تک دُور ہو جائیں گے۔

یہ امر خوش آیند ہے کہ قاسم محمود صاحب نے احادیث نبویؐ کا ایک انتخاب پیش کرنے کا وعدہ بھی کیا ہے (دیباچہ' پارہ ۲۹)۔ دیکھیے' کب پورا ہوتا ہے! (رفیع الدین ہاشمی)

پاکستان میں فوجی حکومتیں' مرتضیٰ انجم۔ ناشر: دارالشعور' یوسف مارکیٹ' اردو بازار' لاہور۔ صفحات: ۵۴۱۔ قیمت: ۲۵۰ روپے (مجلد)۔

پاکستان کی سیاسی تاریخ پر نگاہ ڈالی جائے تو یوں نظر آتا ہے جیسے یہاں حکومت کا دوسرا نام "فوجی کنٹرول" ہے۔ اس لیے پاکستان کی سیاسی تاریخ لکھی جائے تو اس کا زیادہ تر حصہ فوجی حکومتوں کے

جواز، عدم جواز اور تجربات و مضمرات ہی پر مشتمل ہوگا۔

پاکستان میں فوجی حکومتیں ایک اہم موضوع ہے مگر اس کتاب کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ عجلت پسندی کے ہاتھوں موضوع کا صحیح معنوں میں نہ احاطہ ہو سکا اور نہ اس کا صحیح تجزیہ ہی کیا جا سکا۔ کتاب میں زیر بحث موضوع کے مختلف پہلوؤں کو سرسری بیانات کے ذریعے اور غیر مناسب انداز میں پیش کیا گیا ہے۔ بعض جگہ اسلوب رپورتاژ کا ہے اور بعض مقامات پر افسانہ نگاری کا۔ چار ناکام فوجی سازشوں پر جو بات کی گئی ہے، وہ نہایت تشنہ اور ادھوری ہے۔ مثال کے طور پر پنڈی سازش (ص ۳۳-۳۸)، ۱۹۷۲ء سازش (ص ۲۷۸-۲۷۹)، جنرل تجمل سازش (ص ۳۳۵-۳۳۷)، بریگیڈیر عباسی سازش (ص ۳۸۱-۳۸۲)۔ قاری بجا طور پر جاننا چاہتا ہے کہ ان سازشیوں کا پروگرام کیا تھا؟ ان کے مقاصد کیا تھے؟ ان کے اثرات کیا مرتب ہوئے؟ لیکن اس حوالے سے اس کتاب کے صفحات خاموش ہیں۔

مولف نے ثانوی بلکہ پروپیگنڈا لٹریچر پر زیادہ انحصار کیا ہے، اسی لیے وہ لکھ گئے ہیں: ''لاہور کے گول باغ میں شیخ مجیب الرحمٰن کے جلسے [۱۹۷۰ء] میں جماعت اسلامی نے ہنگامہ کر دیا تھا اور وہ اسٹیج پر ڈٹے رہے تھے (ص ۲۳۹)۔ یہ بات سرے سے غلط اور گمراہ کن ہے۔ اگر فاضل مولف اس زمانے کے چار پانچ روزناموں کو دیکھ لیتے تو ایسی بے سروپا بات نہ لکھتے۔ اسی طرح وہ لکھتے ہیں: ''جماعت اسلامی نے [۱۹۷۰ء میں] اپنے [قومی اسمبلی کے] ۱۰۱ امیدواروں کا اعلان کیا تو ان میں کوئی بھی امیدوار مشرقی پاکستان سے نہ تھا'' (ص ۲۴۰)۔ حالانکہ ۱۹۷۰ء کے انتخابات میں جماعت اسلامی نے مغربی پاکستان میں قومی اسمبلی کی ۸۰ اور مشرقی پاکستان سے ۷۱ نشستوں پر انتخابات میں حصہ لیا تھا۔ مشرقی پاکستان میں جماعت کے قومی اسمبلی کے امیدواروں نے ۱۰ لاکھ ۴۴ ہزار ۱۳۵ (۶.۰۷ فی صد) ووٹ لیے اور وہ عوامی لیگ کے بعد دوسرے نمبر پر رہے، جب کہ مشرقی پاکستان سے صوبائی اسمبلی کی ۱۷۴ نشستوں پر جماعت نے حصہ لیا، (دیکھیے: رپورٹ آف جنرل الیکشنز ۱۹۷۰ء، اسلام آباد)۔ اس نوعیت کی اور بھی کئی باتیں ہیں جو کتاب کی ثقاہت کو بری طرح مجروح کرتی ہیں۔ (سلیم منصور خالد)

شیخ محمد الغزالیؒ، خودنوشت سوانح حیات، نظریات، تالیفات، ترجمہ و ترتیب: محمد ظہیر الدین بھٹی۔ ناشر: اسلامک پبلی کیشنز لمیٹڈ، لاہور۔ صفحات: ۱۸۷۔ قیمت: ۱۰۰ روپے۔

شیخ محمد الغزالیؒ (م: ۹ مارچ ۱۹۹۷ء) امام حسن البنا شہیدؒ کے اولین ساتھیوں میں سے تھے۔ تعلیم و تعلّم سے وابستہ رہے۔ اُم القریٰ یونی ورسٹی، مکہ مکرمہ میں تدریس کے فرائض سرانجام دیے۔ جامعہ الامیر عبدالقادر،